International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

عصری مسائل کے حل میں سد الذرائع و فتح الذرائع کی ضرورت و اہمیت: ایک تحقیقی مطالعہ

The need and importance of Sadd ul Zarai and Fath ul Zarai in the solution of modern Issues : A research study

1. Hafiz Muhammad Fakhru Din,
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: hafizmuhammadfakharuddin@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0202-560X

2. Sheraz Ahmad,
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: sherazalmas@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-2253-3943

To cite this article: Hafiz Muhammad Fakhru Din and Sheraz Ahmad. 2021. "The need and importance of Sadd ul Zarai and Fath ul Zarai in the solution of modern Issues: A research study". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 3 (Issue 2), 151-167.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 3 || July - December 2021 || P. 151-167
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-3-2-10/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.03.02.u10
Journal Homepage	www.islamicjournals.com
Published Online:	July 2021

Abstract

It is the perfection of the Islamic law that the rules and regulations based on its basic principles will continue to fulfill the duty of guiding human society in the changing world and bringing it to perfection. The texts and doctrines on which Islamic law is based encompass the needs of all human beings. Jurisprudential ijtihad no longer relies solely on principles such as Qiyas, Istihisan, Masalah Mursalah, but general rules of Shari'ah objectives and principles of Sadd-ul-Zarai and Fath-ul-Zarai are also being used to provide guidance in the process of Ijtihad. In jurisprudential terms, the words "fiqh al-nawazal" are used for contemporary issues. "Nawazal" is the plural of "Nazla". The term refers to a new event or incident that requires a Shari'ah ruling. The principle of Sadd-ul-Zarai and Fath-ul-Zarai is helpful in solving such

problems. This article discusses the need and importance of Sadd ul Zarai, Fath ul Zarai to solve modern issues. The views of scholars of different schools of thought have also been discussed.

Keywords: Islamic law, Ijtihad, Fiqh al-nawazal, Sadd ul Zarai, Shari'ah ruling

1- تمہید:

اسلام کا ظہور، نظامہائے حیات کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اس وقت ہوا جب نہ صرف عرب بلکہ جمیع عالم کو اسکی اشد ضرورت تھی۔ رسول اللہﷺ کی حیات طیبہ میں اسلامی ہدایت کی معرفت کا طریقہ نہایت آسان تھا کیونکہ اس وقت کے لوگ تین حالتوں میں تھے:

۱۔ نزول وحی کے ساتھ ہی ان کی توجہ اسلامی ہدایت کی طرف کردی جاتی۔

۲۔ کسی بھی شعبہ حیات کے متعلق وہ لوگ سوال کرتے تو وحی کا انتظار کرتے یا پھر آپ ﷺ اسکے بارے میں فتوی دے کر اسلامی ہدایت کی طرف رہنمائی فرمادیتے۔

۳۔ کوئی بھی معاملہ ان کی طرف سے وقوع پذیر ہوتا تو وحی کے ذریعے ان کے معاملہ کو برقرار رکھا جاتا یا اسکے بارے میں صحیح حکم کی طرف ان کی توجہ کردی جاتی۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد انقطاع وحی کے ساتھ ہی کسی بھی معاملہ کے بارے اسلامی ہدایت معلوم کرنے کا یہ آسان ذریعہ بھی منقطع ہوگیا۔ یہ بات اگرچہ اپنی جگہ صد فیصد درست ہے کہ قرآن مجید اور سنت نبویہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے ان کی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کا حل پیش کرتی ہے جس طرح کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس کو بیان فرمادیا ہے: [وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ][1]۔ اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: [وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ][2]۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام کو بہت سی مشکلات اور نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا، خصوصاً جب فتوحات اسلامیہ کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا تو انھوں نے اپنے آپ کو ایسے حوادثات کے سامنے پایا جو پہلے ان کے سامنے کبھی نہیں آئے تھے کیونکہ ہر ملک کے اپنے اپنے آداب معاشرت، اخلاق وعادات اور نظام حیات تھا، لہذا صحابہ کرام نے ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے اپنے آپ کو تیار کیا کیونکہ ان کو صحبت رسول ﷺ میسر آئی تھی اور جن حالات واقعات اور مناسبات میں وحی نازل ہوتی رہی انہیں ان کی معرفت تامہ حاصل تھی، عقل سلیم، پاکیزہ دل اور اجتہادی ملکہ کی صفات ان میں زائد تھیں۔ ان مسائل کے حل میں ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ ان احوال ومشکلات کے بارے اگر نص ظاہر ہوتی تو اس پر منطبق کرتے اگر اس میں کوئی خفا پایا جاتا تو پھر اجتہاد سے کام لیتے، یا عام مبادی اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے نظر وفکر سے کام لیتے۔

ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ وہ واقعات ومناسبات جن کے متعلق صراحۃ نصوص وارد ہیں وہ قلیل ومحدود ہیں اور وہ واقعات جن

[1] Al Nahal, 16: 89
[2] Ibid, 44.

کے احکام پر نصوص یا ان امورومعاملات سے جن پر نصوص شریعہ وارد ہو چکی ہیں، قیاس کرتے ہوے استدلال پیش کیا جاتا ہے یا پھر مبادی عامہ کی روشنی میں ان امور واقعات میں نظر و فکر کی جاتی ہے، کثیر ہیں۔

مجتہد اپنی اجتہادی قوتوں کو کن واقعات و مناسبات پر صرف کرتا ہے؟ مجتہد کو جو واقعات و مسائل در پیش آتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں ہو سکتے، مجتہد ان کے بارے کوئی نص پائے گا یا نہیں بصورت اول وہ نص چار حال سے خالی نہ ہو گی: وہ قطعی الثبوت، قطعی الدلالت ہو گی (اپنے الفاظ اور معنی دونوں کے ثابت ہونے کے لحاظ سے یقینی ہو گی) یا ظنی الثبوت ظنی الدلالت ہو گی (اپنے الفاظ اور معنی دونوں کے لحاظ سے ظنی ہو گی) یا قطعی الثبوت ظنی الدلالت ہو گی یا ظنی الثبوت قطعی الدلالت ہو گی، مذکورہ بالا صورتوں میں سے نص کی پہلی صورت (قطعی الثبوت قطعی الدلالت) کے علاوہ باقی صورتوں میں مجتہد کے لیے گنجائش نکلتی ہے کہ وہ اپنی اجتہادی قوتوں کو صرف کرے۔ پہلی صورت کی مثال: [فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ][3]۔ (ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو) ہے۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ بغیر اجتہاد کے اس کا اطباق کیا جائے جس پر نص دلالت کر رہی ہو، دوسری صورت کی مثال عبادہ بن صامت کی حدیث: ان قال النبی ﷺ: {لا صلاۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب} [4] (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی کوئی نماز نہیں جس نے سورت فاتحہ نہ پڑھی)۔ ، تیسری صورت کی مثال اللہ تعالی کے فرمان [وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ][5] (اور طلاق شدہ عورتیں تین حیض اپنے آپ کو روکے رکھیں)۔ میں مطلقہ کی عدت ہے، چوتھی صورت کی مثال عید نماز میں تکبیرات کی تعداد کے سلسلہ میں عمرو بن شعیب کی حدیث {ان النبی ﷺ کبر فی عید ثنتی عشرۃ تکبیرۃ سبعا فی الاولی وخمسا فی الآخرۃ} [6]۔ (بے شک نبی پاک ﷺ نے عید میں بارہ تکبیریں کہیں، پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ) ہے۔ لہذا ہر ایسی نص جو اپنے ثابت ہونے کے لحاظ سے قطعی اور معنی پر دلالت کے لحاظ ظنی ہو اس میں اجتہاد کیا جا سکتا ہے۔

بنیادی طور پر اجتہاد کی دو قسمیں ہیں: اجتہاد بالنص (کتاب، سنت اور اجماع امت) اور اجتہاد بالرائے جسکی متعدد اقسام ہیں، اجتہاد بالرائے میں قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ، استصحاب، عادت، عرف عام سابقہ شرائع اور سد الذرائع و فتح الذرائع وغیرہ شامل ہیں۔ عصری مسائل کے حل میں ان اقسام میں سے ہر ایک قسم کا اچھا خاصہ کردار ہے۔ ہم اس مختصر سی گفتگو میں آخر الذکر قسم کے بارے بحث کریں گے کہ جدید عصری مسائل میں یہ کس قدر معاون ثابت ہوتی ہے۔

فقہی اصطلاح میں عصری مسائل کے لیے فقہ النوازل کے الفاظ مستعمل ہیں۔ نوازل نازلۃ کی جمع ہے، لغت میں شے کے نزول کو کہتے ہیں، اصطلاح میں نئے رونما ہونے والے ایسے واقعہ یا حادثہ کو کہتے ہیں جسے حکم شرعی کی احتیاج ہو۔ ایسے مسائل کے حل میں سد الذرائع و فتح الذرائع کا اصول کہاں تک مدد و معاون ثابت ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت سد الذرائع و فتح الذرائع کے تعارف اور ضرورت و اہمیت کو بیان کرنے

---

[3] Al Baqra, 2:23.
[4] Abdullah bin Muhammad bin Abi Sheba, Musanaf Abne Abi Sheba filhadees walaasar (Beroot: Dar Alfikar, 1999), 396.
[5] Al Baqra, 2:228.
[6] Ibne Abi Sheba, Musanaf Abne Abi Sheba, 425.

کے بعد مثالوں سے ہو گی۔

2- سد الذرائع کا لغوی مفہوم:

سد الذرائع کا لفظ دو کلموں سے مرکب ہے۔ سد اور ذرائع۔ معاجم لغت کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہو تا ہے کہ لغت کے لحاظ سے سد کے متعدد معانی ہیں۔ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

(السد إغلاق الخلل، وحكى الزجاج: ما كان مسدودا خلقة، فهو سد بضم السين وما كان من عمل الناس، فهو سد بفتح السين)[7]

" سد خلل کو بند کرنا، زجاج نے کہا ہے: جو پیدائشی طور پر مسدود ہو اسے سد، یعنی سین پر پیش کے ساتھ اور جو انسانی عمل دخل کے نتیجہ میں مسدود ہو اسے سد کہتے ہیں یعنی سین پر زبر پڑھنے کے ساتھ۔"

3- سد الذرائع کا اصطلاحی مفہوم:

جہاں تک سد الذرائع کی اصطلاحی تعریف کا تعلق ہے تو فقہاء کرام نے کلمہ ذرائع کے عام اور خاص معنی کے لحاظ سے اسکی تعریفات ذکر کی ہیں۔ فقہاء کے عرف میں سد الذرائع کے معنی مرادی کے زیادہ قریب تعریف وہ ہے جو شیخ مصطفی زرقا نے یوں کی ہے:

(سد الذرائع هو منع الطرق التي تودي الى اهمال اوامر الشريعة او الاحتيال عليها او تودي الى الوقوع في محاذير شريعة ولو عن غير قصد)[8]

" سد الذرائع سے مراد ان وسائل وذرائع سے منع کرنا ہے جو شرعی احکامات کو نظر انداز کرنے، ان کے خلاف حیلہ سازی کرنے یا پھر ان باتوں میں پڑنے تک پہنچائیں جو شریعت میں منع ہیں۔"

مذکورہ بالا سطور کی روشنی میں سد الذرائع کی آسان لفظوں میں یوں تعریف کی جاسکتی ہے کہ وہ امور جو فی نفسہ جائز ہوں لیکن انجام کے اعتبار سے یقینی طور پر فساد کی طرف لے جائیں، ایسے عمل کی روک تھام کے لیے اسے ممنوع قرار دینا سد الذرائع کہلاتا ہے۔ مثلا ایک ہی مسجد میں دو مرتبہ جماعت کرانے کا ممنوع ہونا، اب جماعت کرانا فی نفسہ فاسد نہیں ہے لیکن اس کا یقینی طور پر انجام یہ ہو گا کہ یہ مقتدیوں میں نفاق وافتراق کا باعث بنے گا جو کہ شریعت میں ممنوع ہے اس لیے اس جائز کام سے اس کے اسی نتیجہ کے پیش نظر روکا گیا ہے۔ اس کو اس مثال کی روشنی میں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جج کا اپنی معلومات کی بنا پر فیصلہ سنانے کا ممنوع ہے۔ مزید یہ کہ اپنی معلومات کی بنا پر فیصلہ کرنا فی نفسہ بری چیز نہیں لیکن چوں کہ یہ غلط فیصلہ کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ کی روش ڈالنے کا وسیلہ بنتا ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔

---

[7] Ibne Manzoor,Abu Alfazal Muhammad bin Mukaram bin Ali, Lisan Ul Arab (Beroot: Dar Sadar, 1414H), 3:206.

[8] Sheikh Ahmad Mustafa, Alzarqa, Alistslah walmasaleh almusrsala filfiqah alislami (Beroot: Dar Ul Fikar), 1:35.

4- فتح الذرائع کا لغوی مفہوم:

لغت میں فتح کو غلق کی ضد کہا گیا ہے صاحب تاج العروس لکھتے ہیں:(فتح باب منع وضد اغلق)[9]۔"فتح باب منع کے وزن پر ہے اور اغلق کی ضد ہے" علاوہ ازیں یہ نصرت، چھوٹی نہر، جیتی ہوئی جنگ وغیرہ کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے[10]

5- فتح الذرائع کا اصطلاحی مفہوم:

فتح الذرائع متاخرین اصولیوں کی اصطلاح ہے جسے مثالوں اور تطبیقات کی روشنی میں استحسان، مصالح مرسلہ، وسیلۃ الواجب ،مقدمۃ الواجب، اور شروحات کتب فقہیہ میں احتیاط سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فتح الذرائع کی اصطلاح سب سے پہلے امام قرافی نے متعارف کرائی ہے، لکھتے ہیں:

(اعلم ان الذریعة کما یجب سدها یجب فتحها ویکره ویندب)[11]

" جس طرح ذریعہ کا انسداد واجب ہے اسی طرح اس کا انفتاح بھی واجب، مکروہ یا مندوب ہوگا۔

عام فقہاء نے اسے ان الفاظوں سے تعبیر کیا ہے:(مالا یتم الواجب الا به فهو واجب)[12]۔"جس (وسیلہ وذریعہ) کے بغیر واجب مکمل نا ہو وہ واجب ہوگا"(مالا یتم الامر الا به یکون ماموراً به)[13]۔"جس کے بغیر امر پایہ تکمیل کو نا پہنچے وہ بھی مامور بہ ہوگا"(مالا یتوصل الی المطلوب الا به)"جس کے بغیر مطلوب تک نا پہنچا جاسکے "۔ابن عاشور مقاصد شریعت میں لکھتے ہیں:(ان الشریعة قد عمدت الی ذرائع المصالح ففتحتها)[14]۔

عام شرعی اصطلاح میں فتح الذرائع کا مفہوم:

فتح الذرائع یعنی اجازة کل الوسائل المؤدیة بالانسان الی الخیر ،والبر ،والمعروف [15]۔" عام شرعی اصطلاح میں فتح الذرائع کا معنی ہے ان تمام وسائل کی اجازت دینا جو انسان کو خیر، نیکی اور بھلائی تک پہنچائیں۔"

خاص شرعی اصطلاح میں فتح الذرائع کا مفہوم:

فتح الذرائع یعنی الحکم بجواز کل وسیلة ثبتت جوازها شرعا ،ولو ادت الی مفسدة ،فی بعض الصور [16]۔" فتح الذرائع کا معنی ہے ہر ایسے وسیلہ کے جواز کا حکم جس کے جواز کا حکم شرعاً ثابت ہو اگرچہ بعض صورتوں میں وہ فساد کی طرف ہی کیوں نا پہنچانے والا ہو۔"

فتح الذرائع کی آسان لفظوں میں یوں تعریف کی جاسکتی ہے کہ وہ امور جو فی نفسہ جائز ہوں یا نہ ہوں لیکن انجام کے اعتبار سے

---

[9] Muhammad Murtaza Zubaidi, Taj Ul Aroos (Beroot: Dar Alkitabul Ilmiyah, 2007), 7:5.
[10] Ibid, 7:5.
[11] Shahab Ud Din, Ahmad bin Idrees Alqarafi, Sharah Tanqeh ul fasool (Beroot: Dar Al marifa), 449.
[12] Muhammad bin Abdullah bin Bahadar Zarkashi, Albehr ul Muheet fi Asool Ul Fiqah(Beroot: Dar Al marifa),4:22.

[13] Ibid, 4:22.
[14] Muhammad Tahir, Ibne Aashoor, Maqasad e Shariat ul Islamia (Beroot: Dar Ul Fikar), 359.

[15] Hasham Burhani, Sadd ul Zarie fil Shariat ul Islamia, 98.
[16] Ibid, 98.

یقینی طور پر کسی شرعی مقصد کی طرف لے جائیں، ایسے عمل کو بروئے کارلانے کے لیے جائز قرار دینا فتح الذرائع کہلاتا ہے۔

مثلا: دو فریقوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔

اپنے حقوق کے حصول کے لیے اس راشی کو رشوت دینا جس کے بارے یقین ہو کہ رشوت لیے بغیر حق نہیں دے گا۔

6- سدالذرائع اور فتح الذرائع کے ارکان

سدالذرائع اور فتح الذرائع کے تین تین رکن ہیں۔ 1۔وسیلہ / ذریعہ 2۔افضاء 3۔متوسل الیہ

7- سدالذرائع کی شرائط:

اس کی درج ذیل شرائط ہیں۔

1۔وسیلہ غالب طور پر مقصود تک پہنچانے والا ہو۔ان تفضي الوسيلة الى المقصود غالبا ،[17]۔

2۔نص (قرآن، سنت، اجماع) کے مخالف نہ ہو ان لا يعارض العمل بالذرائع النص[18]۔

3۔(ان لا يعارض العمل بالذرائع المقاصد الشريعة)[19]۔سدالذرائع پر عمل مقاصد شریعت کے معارض نہ ہو۔

4۔اس اصول کی روشنی میں کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا فتوی ایک زمانے سے دوسرے زمانہ کی طرف تعدی نہ کرے گا،کیوں کہ لوگوں کی عادات اور ان کے احوال میں تغیر پایا جاتا ہے ۔

8- فتح الذرائع کی شرائط:

1۔مشروع ہونا : کسی بھی قول و فعل کا مشروع ہونا اس کی ایسی صفت ہے جو اس کو شرعی احکام کے موافق بنادیتی ہے، اور یہ بات اصل اور اس کے مرتبہ میں تصرف کی مقتضی ہے اور یہ بات اس سے متحقق ہو جاتی ہے کہ عمل بفتح الذرائع نص واجماع میں سے اپنے سے اعلی دلیل کا مخالف نہ ہو۔

2۔قوۃ افضاء : قوۃ افضاء سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ جس مصلحت کے پیش نظر فتح الذرائع کے اصول پر عمل کیا جارہا ہو وہ یقینی طور پر اس مصلحت تک پہنچائے بھی، یا اس کا پہنچانا ظن غالب اور کثرت معہود کے طور پر ہو، اگر اس کے پہنچانے میں کسی قسم کا تردد ہو یا وہ مصلحت تک شاذ و نادر پہنچاتا ہو تو اس صورت میں اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

3۔ وجہ مصلحت کا رجان : فتح الذرائع کا تیسرا ضابطہ یہ ہے کہ فتح الذرائع کے اصول کو بروئے کار اسوقت لایا جائے گا جب مصلحت کی جانب راجح ہو کیونکہ مفسدہ مرجوحہ ان متفق علیہ صورتوں میں سے ہے جس کے بے عمل ہونے اور ایسی صورت حال میں فتح الذرائع کو بروئے کار نالانے پر علماء کا اتفاق ہے۔

4۔میانہ روی کی رعایت : میانہ روی کے مفہوم کے لیے عربی میں لفظ وسط، توسط اور اوسط استعمال ہوتا ہے ابن قیم نے اس کے

[17] Muhammad Yousaf, Alijtehad Ul Muasir (Beroot: Dar Ul Fikar), 71.

[18] Akhtar Zeini bint Abdul Aziz, Almuamalt ul Maliat ul Muasira (Eygpt: Dar e Ahya Alturasul Arbi, 2012), 169.

[19] Ibid, 171.

مفہوم اور اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: (یقصد بالتوسط العدول عن طرفی الافراط والتفریط فھما وسلوکا توسط سے مراد فہم وسلوک (علم وعمل) میں افراط وتفریط کی دونوں طرفوں سے عدول کرنا ہے۔

9- سد الذرائع وفتح الذرائع کی حجیت :

فقہائے اسلام جسطرح اجتہاد بالرائے کی اقسام میں سے قیاس وغیرہ کی حجیت کو قرآنی آیات سنت نبوی ﷺ اقوال صحابہ وتابعین سے ثابت واخذ کرتے ہیں اسی طرح انہیں نصوص کی روشنی میں مذکورہ اصول کے حجت اور دلیل شرعی ہونے کو بھی ثابت کرتے ہیں۔ایسی متعدد آیات، سنن اور اقوال صحابہ وتابعین ہیں جن سے اس کے دلیل شرعی ہونے کا واضح اشارہ ملتا ہے۔

10- سد الذرائع وفتح الذرائع کی حجیت پر شاہد قرآنی آیات

اس کے حجت شرعی ہونے پر دلالت کرنے والی آیات میں سے چیدہ چیدہ یہ ہیں:

1۔سورۃ بقرہ میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ [20] - "اور اس درخت کے قریب مت جانا،ورنہ زیادتی کرنے والوں میں سے بن جاؤ گے" ابن عطیہ نے اس آیت کی تفسیر میں یوں کہا: (ان اللہ تعالی لما اراد النھی عن اکل الشجرۃ نھی عنه بلفظ یقتضی الاکل ومایدعو الیه العرب وھو القرب ،وھذا مثال بین فی سد الذرائع)[21]۔"بلاشبہ جب اللہ تعالی نے درخت کھانے سے منع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو ایسے لفظ سے منع فرمایا جو کھانے کا تقاضا کرتا ہے اور ایسے لفظ کے ساتھ جس کی طرف عرب والے بلاتے ہیں اور وہ لفظ ہے قرب،اور یہ سد الذرائع کی واضح مثال ہے۔"

2۔﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾[22]

"اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور انظرنا کہو اور سن رکھو کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

قال القرطبی: (الدلیل الثانی التمسك بسد الذرائع وحمایتھا وھو مذھب مالك وأصحابه وأحمد بن حنبل فی روایة عنه، وقد دل علی ھذا الأصل الکتاب والسنة. والذریعة عبارة عن أمر غیر ممنوع لنفسه یخاف من ارتکابه الوقوع فممنوع. أما الکتاب فھذہ الآیة، ووجه التمسك بھا أن الیھود کانوا یقولون ذلك وھی سب بلغتھم ،فلما علم الله ذلك منھم منع من إطلاق ذلك اللفظ، لأنه ذریعة للسب)[23] -

"امام قرطبی نے کہا:دوسری دلیل سد الذرائع کے ساتھ تمسک اور اس کی حمایت ہے،اور امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے ایک روایت میں،اس قاعدہ پر کتاب اور سنت دونوں دال ہیں۔اور ذریعہ،لنفسہ غیر ممنوع ایسے امر سے عبارت ہے جس کے ارتکاب سے امر ممنوع میں واقع ہو جانے کا خوف کیا جائے۔بہر

[20] Al Baqra, 2:35.
[21] Abu Muhammad Abdul Haq Bin Ghalib, Ibne Attiya, Almuharer Ulwajeez fi Tafseer alkitabul aziz (Beroot: Dar Alkitabul Ilmiyah, 1422 H), 1:128.
[22] Al Baqra, 2:104.

[23] Al Qurtabi, Alajamei Le Ahkam ul Quran, 2: 57-59.

حال اس پر کتاب اللہ کی دلیل تو یہ آیت ہے، اور اس آیت سے تمسک کی وجہ یہ کہ یہود اس لفظ کو کہا کرتے تھے اور یہ ان کی لغت میں گالی تھی، جب اللہ تعالی نے اس لفظ سے ان کی نیت کو معلوم فرمایا تو اس لفظ کے اطلاق سے یہ منع فرمادیا کیونکہ یہ گالی کا ذریعہ ہے۔"

راعنا مشترک المعنی لفظ ہے جس کے لغت میں متعدد معانی بیان ہوئے ہیں اور ہر معنی اپنے اپنے مقام کے مطابق صحیح ہے، لہذا فی نفسہ اس کا استعمال جائز ہے لیکن آپ ﷺ کے لیے اس لفظ کے استعمال سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے تا کہ خبیث لوگ اسے آپ ﷺ کی توہین کا ذریعہ نہ بنالیں، اگرچہ آپ ﷺ کی ذات کے لیے اس لفظ سے کسی غلط مفہوم لینے کا ارادہ صحابہ کے وہم گمان تک بھی نہ تھا۔

3- وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ [24] ۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں انھیں گالیاں نہ دو پس وہ (اس کے جواب میں) جہالت کی بنا پر اللہ تعالی کی شان میں نازیبا کلمات کہیں گے،، اسی طرح ہم نے ہر امت کے لیے ان کے اعمال کو مزین کر دیا ہے ، پھر انکے رب کی طرف لوٹنا ہے، پس وہ انھیں ان کے اعمال کی خبر دے گا جو وہ کرتے تھے۔

قال القرطبي: في هذه الآية أيضا ضرب من المو ادعة، ودليل على وجوب الحكم بسد الذرائع؛ وفيها دليل على أن المحق قد يكف عن حق له إذا أدى إلى ضرر يكون في الدين. [25] -

امام قرطبی نے کہا: کہ اس آیت میں ایک دوسرے سے وعدہ کرنے کی مثال ہے، اور سد الذرائع کے حکم کے وجوب پر دلیل ہے، اور اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ حق والے کو کبھی کبھی اپنے حق سے دست بردار ہونا پڑتا ہے جب وہ دین میں ضرر کی طرف پہنچانے والا ہو۔

اہل باطل کے معبودوں اور ان کے مذاہب کی علامات کی تذلیل سے منع کیا گیا ہے حالانکہ اس میں غیرت اسلامی حمایت خداوندی کا عنصر نمایاں ہے لیکن چوں کہ یہ اہل باطل کو اس بات پر اکسائے گی کہ وہ بھی اللہ تعالی اور شعائر اسلام کی توہین کریں اور نازیبا کلمات کہیں اس لیے اس حقیقت کے بیان سے بھی منع کیا گیا ہے۔

11- سد الذرائع وفتح الذرائع کی حجیت پر شاہد سنن نبویہ ﷺ:

احادیث نبویہ ہمیں شبہات سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی ہدایت دیتی ہیں، کیوں کہ یہ ان کے ارتکاب کا ذریعہ بن جاتے ہیں، چاہے غیر ارادی طور پر حرام میں واقع ہونے کی صورت میں ہو یا فاسد مقاصد کے لیے انہیں سبب بنانے کی صورت میں ہو، جس وقت اس کا فاعل لوگوں کے لیے پیش رو ثابت ہو رہا ہو، لہذا جو شخص اپنے آپ کو جتنا محتاط رکھے گا اتنا شبہات کے قریب نہیں جائے گا ، تاکہ مذکورہ بالا محظوروں میں سے کسی میں واقع نہ ہونے پائے۔

[24] Al Anaam,6:108.
[25] Al Qurtabi, Alajamei Le Ahkam ul Quran, 7:61.

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اس پر دلالت کرتا ہے: ان الحلال بین وان الحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات استبرأ لدینه [26]۔

"یعنی حلال بھی واضح ہیں اور حرام بھی واضح ہیں، ان دونوں کے درمیان امور متشابہ ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور عزت محفوظ کر لی۔

حدیث مذکورہ سے سد الذرائع پر وجہ استدلال یہ ہے آپ ﷺ نے حلال مشتبہ چیز سے اجتناب کا حکم دیا ہے کیونکہ کبھی کبھی حلال میں بھی حرام کی ملاوٹ ہوتی ہے۔

2۔ آپ ﷺ نے بہت سے اپنے پسندیدہ امور کو امت پر تنگی ومشقت کے پیش نظر ترک فرمادیا، جیسا کہ مسواک کے بارے ارشاد فرمایا: لولا أن أشق علی أمتي لأمرتهم بالسواك27

3۔ آپ ﷺ کا بعض امور کو ترک فرمانا تہمت کے سد باب کے پیش نظر ہوتا یا لوگو کا تشویش میں مبتلا ہونے کے سد باب کی وجہ سے ہوتا۔ جیسا کہ امام شافعی نے کتاب الطہارت میں ایک حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا:

عن ابن عمر: ان رجلا مر علی النبی ﷺ وهو يبول فسلم عليه الرجل فرد عليه النبی ﷺ فلما جاوزاه ناداه النبی ﷺ فقال: انما حملني على الرد عليك خشية ان تذهب فتقول انی اسلمت علی النبی ﷺ فلم يرد علی فاذا رايتني علی هذه الحال فلا تسلم علی فانك ان فعلت لا ارد عليك۔ وقال الشافعي: دليل علی ان رد السلام فی تلك الحال مباح لان النبی ﷺ رد فی حالته تلك)۔

"امام شافعی (اپنی سند کے ساتھ) ابن عمر سے روات کرتے ہیں: کہ ایک آدمی کا آپ ﷺ کے پاس سے اس وقت گزر ہوا جس وقت آپ ﷺ پیشاب فرمارہے تھے تو اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا جب وہ گزر گیا (اور آپ ﷺ بھی اس حالت سے فارغ ہو گئے) تو آپ ﷺ نے اسے آواز دی اور فرمایا: مجھے تیرے سلام کا جواب دینے پر اس بات کے خوف نے آمادہ کیا ہے کہ تو جا کر لوگوں کو کہتا پھرے کہ میں نے نبی ﷺ کو سلام کیا تو انھوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا لہذا جب تو مجھے ایسی حالت میں دیکھے تو مجھے سلام نا کرنا اگر تو نے کیا تو میں تجھے جواب نہیں دوں گا۔

مذکورہ واقعہ میں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو دو چیزوں کے درمیان پایا ایک سلام کا جواب نا دے کر اپنے آپ کو تہمت سے نا بچانا اور دوسری رفع حاجت کی حالت میں سلام کا جواب دے کر اپنے آپکو تہمت سے بچانا، دونوں چیزیں باعث ضرر تھیں البتہ دوسری چیز کا ضرر پہلی چیز کے ضرر سے کہیں کم تھا لہذا آپ ﷺ نے کم ضرر والی چیز سے زیادہ ضرر والی چیز کو دفع فرمادیا اور یہ دفع الضرر الاکبر بالاصغر سد الذرائع ہی کا نام ہے۔

اسی حدیث سے فتح الذرائع کا اصول بھی مستنبط ہو رہا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے امر مطلوب (اپنے آپکو تہمت سے بچانے)

---

[26] Muslim bin Hujjaj Qusheri, Sahih Muslim, Bab faman itaqa alshubhat (Beroot: Dar Alfikar, 1999), Hadees No.1245

27 Muhammad bin ALi, Beahadees ul Ahkam (Riaz: Dar abe Hazam,2002),1:58.

Muhammad Bin Ahmad bin Usman, Alzebi, Tazkiratul Hufaz (Damishaq: Dar Alfikar, 1986), 1:5.

تک پہنچنے کے لیے فعل محظور (پیشاب کرتے وقت کلام کے ممنوع ہونے) کو اختیار فرمایا اور یہ التوصل الی المطلوب بالمحظور یعنی ممنوعہ چیز کے ذریعے مطلوبہ چیز تک پہنچنا ہے جو کہ فتح الذرائع کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔

12- سد الذرائع و فتح الذرائع کی حجیت پر شاہد اقوال صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین:

1۔ حضرت ابو بکر صدیق کا اپنی لکھی ہوئی احادیث کو جلانا سد الذرائع کے پیش نظر تھا جیسا حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں: {جمع أبي الحديث عن رسول الله فكانت خمسمائة حديث فبات يتقلب ولما أصبح قال: أي بنية هلمي الاحاديث التي عندك فجئته بها فأحرقها وقال: خشيت أن أموت وهي عندك فيكون فيه أحاديث عن رجل ائتمنته ووثقت به، ولم يكن كما حدثني فأكون قد تقلدت ذلك}[28]۔ میرے والد گرامی نے رسول کریم ﷺ سے احادیث جمع کر رکھی تھیں، جو پانچ سو کے قریب تھیں، آپؓ نے ساری رات بے چینی میں گزاری، جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے بیٹی جو تیرے پاس احادیث ہیں وہ میرے پاس لاؤ، لہذا میں نے انہیں آپ کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے انہیں جلا دیا، اور فرمانے لگے: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ میری وفات کے وقت وہ کہیں تمہارے پاس رہ نا جائیں، اس میں احادیث ایسے آدمی سے روایت کی گئی ہیں جس کو میں نے امین اور ثقہ جانا ہے، ہو سکتا ہے یہ اس طرح نا ہوں جس طرح اس نے بیان کی ہوں، تو میں کہیں اس کام کا پیش رو نہ بن جاؤں۔

یہ بات یاد رہے کہ اس حدیث کو کتابت حدیث کے عدم جواز پر دلیل نہیں بنایا جاسکتا تھا کیونکہ حفاظت حدیث و کتابت حدیث پر نا قابل تردید شواہد قرآنی آیات اور صحیح احادیث کی صورت میں موجود ہیں، آپ کا یہ اقدام محض سد الذرائع کے پیش نظر تھا جیسا کہ ولم يكن كما حدثني فأكون قد تقلدت ذلك کے الفاظ سے واضح ہو رہا ہے۔

2۔ امام شاطبی الاعتصام میں اثر روایت کرتے ہیں کہ:

ان عمر بن خطاب امر بقطع الشجر التي بويع تحتها النبي ﷺ لان الناس كانوا يذهبون اليها فيصلون تحتها فخاف عليهم الفتنة۔ فهذه الامور جائزة او مندوب اليها ،لكن العلماء كرهوا فعلها ،خوفا من البدعة لان اتخاذها سنة، انما هو بان يوظب الناس عليها مظهرين لها ،وهذا شان السنة، واذا جرت مجرى السنن صارت من البدع بلا شك)29۔ "حضرت عمر نے اس درخت کو کاٹنے کا حکم دیا جس کے نیچے آپ ﷺ نے بیعت لی، کیونکہ لوگ وہاں جاکر نماز ادا کرتے آپ نے ان پر فتنہ کا خوف کیا، یہ امور اگرچہ جائز و مندوب ہیں لیکن علماء نے ایسا کرنے کو بدعت کے خوف سے ناپسند کیا، کیونکہ ان کا اسے بطور سنت لینا سمجھ لیا جاتا وہ اس طرح کہ لوگ جب اس پر ہیشگی کرتے تو ان کا ہیشگی کرنا سنت کو ظاہر کرتا، لہذا جب وہ اس کو سنت کے قائم مقام ٹھہرا لیتے تو یہ بدعت بن جاتا"۔

متبرک مقامات پر جانا فی نفسہ جائز ہے لیکن چونکہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ لوگوں کے ذہن میں سنت متواترہ کا حکم لے لیتا بنابریں آپ نے اسے بدعت کے رواج پا جانے کے سد باب کے لیے کٹوا دیا۔

[28] Al- Zahbi, Tazkira ul Huffaz, Jild 1, Pg. 5

29 Al Shatbi, Ibrahimbin Musa bin Muhammad, Alaitsam (Beroot: Dar Al marifa, 1992),667.

13- سد الذرائع و فتح الذرائع کی حجیت پر شاہد اقوال فقہائے مذاہب اربعہ:

امام شافعی مسجد واحد میں تکرار جماعت کی کراہت کے بارے کہتے ہیں:

1۔واذا كان للمسجد امام راتب ففاتت رجلا اورجالا فيه الصلاة صلوا فرادا ولا احب ان يصلوا فيه جماعة فان فعلوا اجزءتهم الجماعة فيه وانما كرهت ذالك لهم لانه ليس مما فعل السلف قبلنا بل قد عابه بعضهم ۔ قال الشافعي: واحسب كراهية من كره ذالك منهم انما كان لتفرقة الكلمة)[30]-

" اور جب مسجد کا امام مقرر ہو پس ایک یا چند آدمیوں کی جماعت فوت ہو جائے تو وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اس میں دوسری جماعت کرائیں اگر انھوں نے ایسا کر بھی لیا تو جماعت ان کو کافی ہو گی، میں ان کے لیے اس بات کو اس لیے ناپسند کرتا ہوں کہ یہ کام ہم سے پہلے والے بزرگوں کے کاموں میں سے نہیں بل ان میں سے بعض نے تو اس بات کو معیوب جانا ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: میرا گمان یہ ہے کہ ان (سلف صالحین) میں سے جس نے بھی اس کو مکروہ جانا ہے وہ اس وجہ سے کہ یہ تفرقہ (بین المسلمین) کا سبب بن سکتا ہے۔"

امام کی مذکورہ بالا تفریع سے درج ذیل قضایا معلوم ہوتے ہیں:

ا۔ ایک ہی مسجد میں دو جماعتیں ہونا مباح ہیں جیسا کہ فان فعلوا اجزءتهم الجماعة فيه سے اشارہ مل رہا ہے۔

ب۔ امام شافعی کے نزدیک سلف صالحین کا قول و فعل حجت ہو سکتا ہے۔

ج۔ امام کے نزدیک ایک ہی مسجد میں دو جماعتوں کے محظور و ممنوع ہونے کی علت اس عمل کا سلف کے عمل کے مطابق نا ہونا ہے۔

د۔ بعض سلف کے نزدیک ایک ہی مسجد میں دو جماعتوں کے محظور و ممنوع ہونے کی علت و سبب یا ذریعہ تفرقہ بین المسلمین ہے۔

فائدہ: جب امام کے نزدیک سلف کا قول و فعل معتبر ہے تو سلف کی جانب سے کسی فعل کی بیان کی گئی علت بھی معتبر متصور ہو گی لہذا جب سلف کے نزدیک دو جماعتوں کے ممنوع ہونے کی علت تفرقہ بین المسلمین ہے تو امام شافعی کے نزدیک بھی اس کی علت تفرقہ بین المسلمین ہی ہونی چاہیے نتیجہ یہ ہوا کہ امام کے نزدیک بھی اس فعل مباح کو ممنوع اس لیے قرار دیا جائے گا کیونکہ یہ مؤدی الی المحظور (تفرقہ بین المسلمین) ہے، اور ہر ایسا فعل مباح جو محظور و ممنوع کی طرف پہنچائے اس کا ترک عمل بسد الذرائع کہلاتا ہے۔

2۔قال الشافعي: وليس على النسآء رمل بالبيت وبين الصفا والمروه يمشيين على هيئتهن واحب للمشهورة بالجمال ان تطوف وتسعى ليلا وان طافت بالنهار سدلت ثوبها على وجهها او طافت في ستر)[31]-

امام شافعی نے فرمایا: عورتوں پر طواف میں رمل نہیں اور بین الصفا والمروہ اپنی ہیئت کے مطابق چلیں گی اور جو عورتیں حسن و جمال میں مشہور ہیں میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ طواف و سعی رات کے وقت کریں اگر دن کے وقت کریں تو اپنے

[30] Ibid, 180.
[31] Al Umm, 2:232.

چہرے پر کپڑا ڈال لیں یا پھر پردہ میں طواف کریں۔

توضیح مسئلہ: مندرجہ بالا تفسیری قول میں امام شافعی کا اجتہاد واضح طور پر اجتہاد بسد الذرائع کی مثال و تطبیق ہے۔ جس کی وضاحت یہ ہے کہ عبارت مذکورہ کا حصہ (**ولیس علی النسآء رمل بالبیت** اور **واحب للمشھور بالجمال ان تطوف وتسعی لیلا**) محل استدلال ہے، امام کا اجتہاد خود اس بات پر دلیل ہے کہ عورتوں کے لیے رمل وسعی مباح ہے اور اس کے منہی عنہ پر کوئی واضح نص موجود نہیں ہے کیونکہ امام کے نزدیک خبر واحد قیاس پر مقدم ہے اگر اس پر کوئی خبر واحد بھی ہوتی تو وہ اس پر بطور استشہاد ضرور پیش کرتے ۔اسی طرح عورتوں کا طواف بیت اور سعی بین الصفا والمروہ رات کے وقت مشروع اور دن کے وقت غیر مشروع یا مستحب وغیر مستحب ہونے پر کسی بھی صریح نص کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ رات اور دن دونوں میں مباح ہیں ۔ امام نے ان دونوں کے غیر اولی ہونے کا حکم اس لیے لگایا کہ یہ مردوں کے لیے فتنہ وفساد کا ذریعہ بن سکتے ہیں جس طرح کہ عورتوں کا بلند آواز سے تلبیہ فتنہ کا موجب بن سکتا ہے اسی طرح عورت کی حرکات وسکنات بھی بن سکتی ہیں اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ حالت احرام میں انہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں مین زینت کی چیزیں پہن رکھی ہوں تو اس وقت رمل اور سعی میں تیز تیز چلنا [**وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ**] [32] ۔(اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ ان کی زینت کی چھپی ہوئی چیزیں معلوم کرلی جائیں) کی وجہ سے ممنوع ومحظور ہوگا۔اور ہر ایسی مباح چیز جو ممنوع محظور تک پہنچائے عمل بسد الذرائع کے زمرے میں آتی ہے۔

4۔فقہائے احناف میں سے امام جصاص اس اصول کے استنباط پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

(فھذہ الآی والآثار دالۃ علی انہ ینبغی ان یعامل الکفار بالغلظۃ والجفوۃ دون الملاطفۃ والملاینۃ مالم تکن حال یخاف فیھا علی تلف نفسہ اوتلف بعض اعضائہ اوضرارا کبیرا یلحقہ فی نفسہ فانہ اذاخاف ذالك جازلہ اظھار الملطفۃ والموالاۃ من غیر صحۃ اعتقاد۔)[33]۔''لہذا یہ آیات اور آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ جب تک ایسے حالات کا سامنا ہو کہ جس میں مسلمان کی جان یا بعض اعضا کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو یا اس کی ذات کو ایک بڑے ضرر کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو، کفار کے ساتھ سختی کا معاملہ کیا جائے نا کہ لطف عنایت کا، اگر ایسے حالات ہوں تو اس کے لیے جائز ہے، کفار ومشرکین کے ساتھ لطف وعنایت کے اعتقاد کے غیر صحیح ہونے کے ساتھ''

فائدہ: مذکورہ بالا آیات وآثار اور ان سے مستنبط ہونے والے مسئلہ سے یہ فائدہ یا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اجتہاد باسد الذرائع وفتح الذرائع احناف کے ہاں بھی ایک معتبر قاعدہ اوراصول ہے کیونکہ اس پر امام جصاص کا قول (**اذاخاف ذالك جازلہ اظھار الملطفۃ والموالاۃ من غیر صحۃ اعتقاد**) فتح الذرائع کے اصول پر شاہد ہے، اسلیے کہ کفار کے ساتھ ملاطفت وملاینت ممنوع ومحظور ہے لیکن اگر مقاصد شریعت کے حصول تک مؤدی ہو تو تب اس محظور کو مطلوب شرعی کے لیے ذریعہ

---

[32] Al Noor, 24:31.

[33] Al Jassas, Abubakar, Ahmad bin Ali, Ahkam Ul Quran, 2:9.

کے طور پر اپنایا جا سکتا ہے، جیسا کہ جان یا اس کے کچھ حصوں کے تلف ہونے کا قوی اندیشہ ہونے کی صورت میں اسکا جواز، لہذا التوصل الی المطلوب بالمحظور ہوا جو عمل بفتح الذرائع کی ایک صورت ہے۔

بالفاظ دیگر خوف کی حالت میں گویا مکلف اپنے آپ کو دو ممنوعات (نهي عن الملاينت بالكفار اور نهي عن القائےنفس الی التھلکه) کے درمیان پائے گا اور دونوں میں سے ہر ایک کا ارتکاب قابل ضرر ہے البتہ ملاطفت وملاینت کا ارتکاب اتلاف جان کے ضرر سے کم ہے، لہذا دفع الضرر الاکبر بالاصغر ہوا جو سد الذرائع کی ایک شکل ہے۔

فقہائے مالکیہ اس اصول کے سرخیل مانے جاتے ہیں جیسا کہ سابق میں گزر چکا ہے، فقہائے حنابلہ کے نزدیک اس اصول کے حجت ہونے پر ابن قیم کا یہ قول فصار سد الذرائع المفضية الى الحرام احد ارباع الدين)[34] (لہذا سد الذرائع ربع دین ہوا) کافی وشافی ہے۔

14- سد الذرائع وفتح الذرائع کی اہمیت

سد الذرائع کی اہمیت کا اندازہ اس کے وسیع المیعاد، مصلحتی تحقیق کی وسعت، حقیقت پسندانہ لچک کے مظہر، سیاست شرعیہ کی تنفیذ کے وسیع میدان اور تخفیف وتیسیر کے مظہر ہونے سے لگائی جا سکتی ہے۔

شیخ ابوزہرہ اجتہاد بالذرائع کی اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

(يعتبر الاجتهاد الذرائعي من اوسع وارحب مسالك النظر الاجتهادی فی احكام الشريعة،وهو في الوقت نفسه يمثل جانبا غاية في الدقة والحساسية) [35]

"احکام شریعۃ میں نظری اجتہاد کے مسالک میں سے اجتہاد ذرائعی کو زیادہ وسیع وعریض شمار کیا جاتا ہے اور وہ (اجتہاد بسد الذرائع اور بفتح الذرائع) اس وقت دقیق وحساس ہونے میں انتہا کی دونوں جانبوں کو پہنچا ہوا ہے"

علاوہ ازیں درج ذیل امور بھی ان دونوں کی اہمیت وضرورت کو واضح کرتے ہیں۔

1۔وسیع المیعاد: احکام شریعت میں اجتہاد بسد الذرائع وفتح الذرائع کو بہت وسیع میدان اعتبار کیا جاتا ہے، اس کی وسعت وکشادگی کے پیش نظر ابن قیم نے اس اجتہاد کی دو جانبوں میں سے ایک کو ربع الدین کہا ہے، اپنے دعوی کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وباب سد الذرائع احد ارباع التكليف فانه امر ونهي والامر نوعان: احدهما مقصود لنفسه والثاني وسيلة الى المقصود والنهي نوعان: احدهما ما يكون المنهي عنه مفسدة في نفسه والثاني: ما يكون وسيلة الى المفسدة فصار سد الذرائع المفضية الى الحرام احد ارباع الدين)[36]۔

"سد الذرائع کا باب چار امور تکالیفیہ میں سے ایک ہے، کیونکہ امور تکالیفیہ امر اور نہی میں منحصر ہیں۔ امر کی دو قسمیں ان میں سے ایک مقصود لنفسہ اور دوسری قسم مقصود تک پہنچنے کا وسیلہ اور نہی کی بھی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک وہ جو فی نفسہ مفسد ہے اور

[34] Ibne Qayim, Shamas Ud Din, Muhammad bin Abi bakar, Ailam ul Mawaqein (Beroot: Dar Alkitabul Ilmiyah, 1991),3:131.
[35] Muhammad Abu Zuhra, Asool Ul Fiqah (Beroot: Dar Alfikar, 2000), 281.
[36] Ibne Qayim, Shamas Ud Din, Muhammad bin Abi bakar, Ailam ul Mawaqein (Beroot: Dar Alkitabul Ilmiyah, 1991),3:131.

دوسری قسم وہ جو مفسد تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتی ہے لہذا احرام تک پہنچانے والا ذریعہ ارباع الدین میں سے ایک ہوا"

معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں بہت سی ایسی نئی نئی چیزیں اور حالات وواقعات رونما ہورہے ہیں جن میں ایک جانب بظاہر خیر ہی خیر کے پہلو اجاگر ہوتے نظر آتے ہیں جبکہ دوسری جانب ان کے مفسدات پردہ خفا میں ہونے کی وجہ سے نظروں سے اوجھل رہتے.

2۔ مصلحتی تحقیق کی وسعت: مصلحتوں کی تحقیق کا دائرہ کار اس قدر وسیع ہے کہ اس کے دامن میں سینکڑوں عنوانات منتشر ہیں جنکی نمائندگی اجتہاد الذرائعی کرتا ہے،

شریعت اسلامیہ میں مصلحت کے مباحث کے لیے اجتہاد بسد الذرائع وبفتح الذرائع عناوین کثیرہ کی نمائندگی کرتا ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم مالکیہ اور حنابلہ کو بنسبت دوسروں کے ان دونوں اصولوں کو بروئے کار لانے میں زیادہ دیکھتے ہیں اور انہیں مصلحت کے باب میں عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاتے ہیں اور انھوں نے لمحہ بھر کے لیے بھی اس سے پس وپیش نہیں کیا، ایک نے سد الذرائع تو دوسرے نے فتح الذرائع کے ساتھ اجتہاد کیا۔

3۔ حقیقت پسندانہ لچک کا مظہر: شریعت اسلامیہ کی من جملہ خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ اس تغیر پذیر دنیا میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں اہل اسلام کو ہر زمان ومکان میں مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے، مقاصد شریعہ کے حصول کے لیے ان کے اندر حقیقت پسندانہ لچک کا رویہ پیدا کرنے کی خواہاں ہے۔

4۔ سیاست شرعیہ کی تنفیذ کا وسیع میدان: سیاسی شعبہ ءحیات میں سد الذرائع اور فتح الذرائع کی کیا اہمیت ہے اس کو احمد زیدی نے ان الفاظ میں بیان کیا:

(تہدف السیاسة الشرعیه الی اصلاح شؤون الناس وتدبیر امورھم وارشادھم الی الطریق السوی الذی یحقق الیسر فیه المصالح العاجلة و الآجلة وتتناول فی مجملھا الاحکام التی تنتظم بھا المرافق العامة تدور بھا شؤون الامة)[37]

"سیاست شرعیہ کا مقصد لوگوں کے امور کی اصلاح، ان کے معاملات کی تدبیر اور انکی اس متوسط راستہ کی طرف رہنمائی کرنا ہے جو ایسی آسانی کو ثابت کرے جس میں حال واستقبال کی مصلحتیں ہوں، اور یہ اپنے دائرہ کار میں ان احکام کو بھی شامل ہے جن کے ذریعے عام سہولتوں کا انتظام کرتی ہے، امت مسلمہ کے معاملات اسی کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں۔"

سیاست شرعیہ میں عام معاملات کے نگرانوں کو مامورات ومنہیات، انکے احوال کے بارے اچھے خاصے تعارف، متعلقہ سر زمین پر ان میں سے ہر ایک کے ماٰؤل اور عمومی وخصوصی زندگی پر تاثیر کی حدود کی معرفت کی احتیاج ہوتی ہے، تاکہ مفسدہ کے تحقق میں ان کے حکم دینے اور منع کرنے کی صورت میں مداخلت کا شائبہ تک نا ہو اور یہی بات سد الذرائع وفتح الذرائع کی بحث کا جوہر ہے۔

5۔ تیسیر وتخفیف کا مظہر: لوگوں کے لیے آسانی اور سہولت میسر کرنا شریعت اسلامیہ کا طرہ ءامتیاز ہے، ارشاد باری تعالی: يُرِيدُ اللَّهُ

[37] Taaha Ahmad Alzaidi, Almarjiyit fi Zooye alsiyasiyah alshariyah (Jorden: Dar alnafais, 2014), 21..

بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [38]۔ " اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے نہ کہ تنگی کا"۔ اور فرمان نبوی {یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا}[39] "آسانیاں پیدا کرو مشکلات پیدا نہ کرو، خوشخبریاں سناؤ نفرتیں نہ پھیلاؤ۔" شاہد ہیں ،سد الذرائع و فتح الذرائع ان مذکورہ دونوں اصولوں کا مظہر ہیں۔ آپ ﷺ کی اپنی امت پر آسانی فرمانے کی بڑی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آپ ﷺ ایسا کوئی کام نا فرماتے جس کی وجہ سے امت کے دل مختلف (پراگندہ) ہو جائیں یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ بعض مستحب امور کو بھی ترک فرما دیتے۔"

6۔ مدافعتی نظام کا مظہر: سد الذرائع و فتح الذرائع معاشرے میں عوامی نظام کے تحفظ کے لیے ضمانت شدہ قانون سازی کی خدمات بھی سر انجام دیتے ہیں کیونکہ جس قدر ممکن ہو سکتا ہے ان کے واسطہ سے ان بعض مباحات کو روکا جا سکتا ہے جن کو عوم الناس نے فساد کا ذریعہ بنا لیا ہو ان پر ان مباحات کے دروازوں کو مسدود کرنے کے ساتھ ساتھ احکام شریعہ کو تبدیل کرنے کی حیلہ سازی کرنے اور انہیں بازیچہ اطفال بنانے سے بھی منع کیا جا سکتا ہے، الاجتہاد الذرائعی فی المذہب المالکی میں اس کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: **(فهو مظهر عظيم من مظاهر المناعة الذاتية في الاسلام يحفظ الامة من الانحراف والتزييف، ويصونها من العبث والتبديل)**[40]۔

" لہذا یہ اسلام میں مدافعتی مظاہر میں سے ایسا عظیم مظہر ہے جو امت کو (اسلام سے) منحرف ہونے، جعل سازی کرنے سے محفوظ رکھتا ہے او اسے بے کار و بے فائدہ ہونے اور گڑبڑ کرنے سے بچاتا ہے"

جیسا کہ سد الذرائع و فتح الذرائع فقہ التوقع اور پیش آمدہ مسائل کے علم کی بھی تائید و حمایت کرتے ہیں اسی طرح معاملات کے انجام کے بارے دور اندیشی، حوادثات زندگی میں تحقق کی صورتوں کے مختلف ہونے اور ان حودثات کے وقوع کے وقت مقصود شرعی کی تکمیل کی بھی خدمات سر انجام دیتا ہے۔ جس طرح سد الذرائع عقلی لحاظ سے معتبر ہے اسی طرح شرعی لحاظ سے بھی معتبر ہے، اس پر واقعات و جزئیات، اور قرآن و سنت کے شواہد و مظاہر دلالت کرتے ہیں۔

ایسے عصری مسائل کی چند ایک مثالیں علماء کے فتاوی مع دلائل کے ذکر کی جاتی ہیں جن سے سد الذرائع و فتح الذرائع کے اصول کی ضرورت و اہمیت کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر **1** ، مصنوعی یورین بیگ کا حکم:

بعض اوقات پیشاب کی نالی میں غدود پیدا ہو جاتی ہے جس سے پیشاب رک جاتا ہے اور مریض کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایسی صورت حال میں ڈاکٹرز حضرات پیشاب کی نالی میں پلاسٹک کی نالی ڈال دیتے ہیں اور وہ پلاسٹک کی نالی یوریزی بلڈر تک چلی جاتی ہے اور مریض کا پیشاب اس نالی کے ذریعے غیر ارادی طور پر پلاسٹک کے یورین بیگ میں جمع ہوتا رہتا ہے اور وہ بیگ بعض اوقات حالت نماز میں مریض کے ساتھ ہوتا ہے تو ایسے بول و براز کا مریض کی طہارت اور نماز پر پر کیا اثر ہو گا؟

اس مسئلہ کو اس مسئلہ پر قیاس کیا جا سکتا ہے جس پر علماء نے کلام کی ہے، اور وہ مسئلہ ہے صاحب حدث دائم کا یعنی وہ شخص جسے

---

[38] Al Baqra, 2:185.
[39] Muslim bin Hujjaj , Sahih Muslim, Bab fil amar Bilteseer wa tarakal tanfeer, Hadees No.456.
[40] Altamsmani Aladreesi, Alijtehad Ul Zaraei filmazhab almalki,13.

کسی بھی عارضہ کے سبب ہمیشہ حدث یعنی بے وضی لاحق رہتی ہے تو کیا اس پر ہر نماز کے وقت وضو کرنا واجب ہے یا ہر نماز کے لیے؟

یہ مسئلہ علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے، علماء کے اس کے بارے تین قول ہیں:

1۔ مذہب شافعیہ اس مسئلہ میں باقی فقہی مذاہب سے قدرے سخت ہے، ان کا قول یہ ہے کہ جس شخص کو حدث دائمی لاحق ہو اسے ہر نماز مفروضہ کے لیے الگ سے وضو کرنا واجب ہے اس وضو کے ساتھ فروض ونوافل میں سے جتنی چاہے پڑھ سکتا ہے جب دوسری فرض نماز کا ارادہ کرے گا تو اس کے لیے اس پر الگ سے وضو کرنا واجب ہے۔

2۔ مذہب حنفیہ اور حنابلہ کا مؤقف یہ ہے کہ اسے ہر نماز کے وقت کے لیے الگ سے وضو کرنا واجب ہے، ان کا کا کہنا ہے کہ جب نماز کا وقت داخل ہو گا اسے وضو کرنا پڑے گ ااس وضو کے ساتھ اس وقت میں جو چاہے پڑھ سکتا ہے جب نئی نماز کا وقت داخل ہو گا تو اسے پھر سے وضو کرنا پڑے گا۔

3۔ مذہب مالکیہ جو باقی فقہی مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ وسعت والا ہے، شیخ الاسلام نے اسی مؤقف کو اختیار کیا، اس مسئلہ میں ان کا کہنا ہی ہے کہ ایسے دائم الحدث شخص کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر نماز کے لیے یا ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے بلکہ اس کا وضو اس حدث کی وجہ ٹوٹتا ہی نہیں جب تک کہ کوئی دوسرا ناقض وضو اسے لاحق ناہو، جب دائمی حدث کے علاوہ کوئی دوسرا ناقض مثلا ہوا کا خارج ہونا، یا جسم کے کسی حصہ سے خون پیپ وغیرہ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

تینوں مذاہب والوں نے اپنے اپنے موقف پر دلیل دی ہے مالکیہ نے حرج یا مشقت کے سد باب کے لیے یہ قول کیا ہے کیونکہ باقی دو قول مؤدی الی المشقت ہیں۔

مسئلہ نمبر **2**، حالت احرام میں منظفات معطرہ کے استعمال کا حکم:

نہانے دھونے اور صاف ستھرا کرنے میں کیمیکل چیزوں مثلا، کپڑے دھونے کے لیے صرف، نہانے کے لیے صابن شمپو اور کرونا سے حفاظتی تدابیر کے لیے سینیٹائزر وغیرہ کا حالت احرام میں استعمال کا کیا حکم ہے؟ اس سے دم واجب ہو گا یا نہیں۔؟

قدیم وجدید فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حالت احرام میں فی الجملہ خوشبو کا استعمال ممنوع ہے، البتہ منظفات معطرہ جیسے صابن شیمپو وغیرہ کے استعمال کے جواز اور عدم جواز کے بارے تین قول ہیں:

1۔ محرم کے لیے منظفات معطرہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، (وهو راى بعض المعاصرين الشيخ عبدالعزيز بن باز وعبدالله الفوزان) [41]۔ اور یہی رائے بعض معاصرین جیسا شیخ عبد العزیز بن باز اور عبد اللہ فوزان کی ہے۔

2۔ محرم کے لیے منظفات معطرہ کا استعمال جائز نہیں، (وهو راى الشيخ محمد بن ابراهيم آل الشيخ) [42]

3۔ اگر عوام الناس ان منظفات کو بطور عطر وخوشبو استعمال کرتے ہیں تو ممنوع ورنہ مباح۔

جو مطلقا عدم جواز کے قائل ہیں ان کے استدلال میں سد الذرائع کا اصول کار فرما ہے کہ کہیں ان چیزوں کا استعمال حالت احرام میں نکاح اور اور جماع کا ذریعہ نا بن جائے جو کہ ممنوع و محظور ہیں لہذا حالت احرام میں دواعی نکاح وجماع کے سد باب کے لیے

---

[41] Khalid Qadri, Nazriya Takhrijul Fraoo 337.
[42] Ibid, 338.

منظفات معطرہ کو حالت احرام میں ناجائز قرار دیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر 3، مصنوعی دانتوں کا طہارت کے وقت حکم:

صورت مسئلہ: بعض لوگوں کے دانت مصنوعی ہوتے ہیں، قابل تحرک ہوتے ہیں، ایسا شخص جب وضو یا غسل کا ارادہ کرے تو اسے دانتوں کو منہ سے نکالنا ضروری ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ محل اختلاف وضو یا غسل میں مضمضہ اور استنشاق کا وجوب اور عدم وجوب ہے، حنابلہ کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں فرض ہے اور یہ ان کے مفردات میں سے ہے شوافع اور احناف کے نزدیک سنت ہے۔

فقہاء اس مسئلہ کو انگوٹھی اور مصنوعی ناک پر قیاس کیا ہے، شوافع نے یہ وضاحت کی ہے جب انسان کی ناک کسی حادثہ میں کٹ جائے تو وہ سونے کی مصنوعی ناک بنوا سکتا ہے۔ جب سونے کی ناک لگائی جائے تو اسے اصلی ناک کے حکم میں لیا جائے۔ لہذا اس پر واجب نہیں کہ وضو یا غسل کرتے وقت اسے اتارے، اسی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ جب وضو یا غسل کا ارادہ ہو تو مصنوعی دانتوں کو اتارنا انسان پر واجب نہیں، جس پر مختلف قسم کی دلیلیں ہیں، ایک تو اس کو انگوٹھی پر قیاس کرتے ہوئے کہ جب انگوٹھی انسان کے لیے مشروع ہے اور دوران وضو و غسل اتارنا ضروری نہیں اور نہ ہی حرکت دینا تو مصنوعی دانتوں کا بھی یہی حکم ہو گا، دوسرا سد الذرائع کہ مشقت اور حرج کے پیش نظر کہ مصنوعی دانتوں یا انگوٹھی کو اترنا مؤدی الی المحظور یعنی مشقت ہو گا اس لیے اس کے اتارنے کے لازم نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

15- خلاصہ بحث:

اجتہاد بالذرائع انفرادی اجتہاد کا نام نہیں بلکہ اجتماعی اجتہاد کی ایک صورت ہے جس میں مختلف ماہرین کی آراء اور تحقیقات شامل ہوتی ہیں۔ اجتہاد بالذرائع میں مشغول ہونا، مشتغل سے اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ علم شرعی کی تحصیل کی قوت، التزام اخلاقی، توازن نفسی، مختلف واقعات و معارف پر مکمل عبور، امانت اور دیانت کی صفت کے ساتھ متصف ہو۔ سد الذرائع و فتح الذرائع مختلف فیہ مصادر فقہ میں سے ہے۔ مکاتب فکر اربعہ کے فروعی مسائل کے حل میں یہ ایک معتبر اصول ہے۔ مذکورہ اصول عصری مسائل کے حل میں ایک چوتھائی حصہ ہے۔ اس اصول سے فقہ ظاہری کے انکار کی وجہ نصوص ظاہری پر عمل کا واجب ہونا ہے۔